باب
18

جمہوریت۔ایک ارتقاء پذیر تصور

آپ نے سترھویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں برطانیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ،فرانس وغیرہ میں جمہوری حکومتوں کی ابتدا کے بارے میں اور لیبیاء اور میانمار کی جدید جمہوری تحریکوں کے بارے میں پڑھا ہے۔جمہوریت کے ارتقاء میں کئی نشیب وفراز آئے۔ عوامی حکومتوں کے قیام کے کچھ عرصے کے بعد انہیں بے دخل کرکے دوبارہ بادشاہتیں قائم کی گئیں۔اور جہاں جمہوریتیں قائم رہیں وہاں بھی حکومتوں کو منتخب کرنے کا اختیار گنے چنے لوگوں کو دیا گیا۔آہستہ آہستہ جمہوریت کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور اس نے کئی پہلوؤں سے ترقی کی۔لیکن ساتھ ہی ساتھ اس نے کئی نئے سوالات کو جنم دیا جن کے جواب دینا اتنا آسان نہیں ہے۔آیئے جمہوریت کے چند پہلوؤں اور سوالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ان سوالوں پر کمرہ جماعت اور کمرہ جماعت سے باہر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے بحث کیجئے۔

شکل 18.1: اگر آپ ٹیکس دیتے ہیں تو آپ ووٹ دے سکتے ہیں۔

جمہوریت کے معنی ذمہ دار حکومت

جمہوریت سے مراد ایک ایسا نظام ہے جس میں حکومت اپنے اختیارات عوام سے حاصل کرتی ہے اور عوام کے آگے جوابدہ ہوتی ہے۔اس میں باقاعدہ وقفوں میں انتخابات کے ذریعے منتخب عوامی نمائندوں کے ذریعے حکومت چلائی جاتی ہے۔

شکل 18.2: آپ تعلیم یافتہ ہیں تو آپ ووٹ دے سکتے ہیں۔

آپ نے لیبیا کے بارے میں پڑھا ہے کہ اقتدار کا مرکز خود ساختہ RCC (Revolutionary Command Council) ہوتی تھی جو نہ عوام کے ذریعے منتخب ہوتی، اور نہ وہ عوام کے نمائندوں کے احکامات کی پابند ہوتی تھی۔لیبیاء میں منتخب اسمبلیاں پائی جاتی تھیں لیکن وہ اپنے فیصلے کرنے میں آزاد نہیں تھیں بلکہ وہ RCC کے احکامات کو نافذ کرنے پر مجبور تھیں۔RCC سوائے خود کے کسی کے آگے جوابدہ نہیں تھی۔ایک جمہوری ملک میں عوامی نمائندوں کے اختیارات ہی سب سے برتر ہونا چاہئے اور کسی فرد یا جماعت کو جو عوام کے ذریعے راست منتخب نہ کی گئی ہو عوام پر حاکمیت جتلانے کا اختیار نہیں ہونا چاہئے۔

شکل 18.3: اگر آپ خاتون ہیں تو آپ ووٹ نہیں دے سکتی ہیں۔

منتخب حکومت کے عہدیدار کئی طرح سے عوام کے آگے جوابدہ ہوتے ہیں۔سب سے پہلے تو منتخب اسمبلیاں ہوتی ہیں جہاں سرکاری عہدیداروں سے انکے فرائض کی انجام دہی کے

SCERT TELANGANA

☆ کیا لاکھوں غریب عوام حقیقت میں منتخب عہدیداروں کے کاموں پر نگرانی اور کنٹرول قائم کر سکتے ہیں؟ کیا جمہوریت کے معنی عوام کی حکومت ہے یا صرف منتخب لوگوں کی ہی حکومت ہے؟ عوام کس طرح حکومت کے روزمرہ کاروبار میں حقیقی طور پر شرکت کر سکتے ہیں؟ ان امور پر کمرۂ جماعت میں اور اپنے گھر میں بحث کیجئے۔

تعلق سے سوال کیا جاتا ہے اور انکے لئے لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ کسی بھی شہری کو یہ اختیار رہتا ہے کہ وہ حکومت سے اسکے کسی بھی کام کے تعلق سے معلومات طلب کرے اور حکومت طلب کردہ معلومات فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ تیسرا یہ کہ باقاعدہ وقفوں کے بعد انتخابات منعقد کئے جاتے ہیں جس کے ذریعے حکومت کے عہدیداروں کو عوام کے ذریعے دوبارہ منتخب ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور عوام اس وقت ان سے فرائض کی انجام دہی کے بارے میں سوال کر سکتے ہیں اور اگر وہ مطمئن نہ ہوں تو انہیں مسترد کر سکتے ہیں۔

تصور:18.4: آپ ووٹ نہیں دے سکتے کیونکہ آپ سیاہ فام ہیں

تصور:18.5: آپ ووٹ نہیں دے سکتے کیونکہ آپ ابھی بہت کم عمر ہیں۔

جمہوریت مساوات اور شراکت داری پر مبنی ہوتی ہے: ہم جب یہ کہتے ہیں کہ عوام کی حکومت تو اس کا مطلب تمام بالغ افراد ہوتے ہیں چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں، امیر ہوں یا غریب، کالے ہوں یا گورے، عیسائی ہوں یا مسلم یا ملحد، چاہے وہ ایک زبان کے بولنے والے ہوں یا دوسری۔۔۔ لیکن جمہوریت کو اس مقام و مرتبہ تک پہنچنے کے لئے ایک لمبا عرصہ لگا۔ مثال کے طور پر انتخابات میں ووٹ دینے کے حق کو ایک نشاندہندے کے طور پر لے کر دیکھتے ہیں۔ ابتداء میں صرف چند صاحب جائداد افراد کو ہی ووٹ دینے کا حق تھا۔ دھیرے دھیرے یہ حق چند ممالک میں غریبوں کو بھی دیا گیا۔ پھر اس کے بعد عورتوں کو اور تمام نسلوں اور مذاہب کے لوگوں کو دیا جانے لگا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے سفید فام خواتین کو ووٹ دینے کا حق 1920 میں دیا۔ سیاہ فام لوگوں کے خلاف امتیاز 1965ء میں ختم کیا گیا۔ نیوزی لینڈ پہلا ملک تھا جس نے 1893ء میں عوام کے تمام طبقوں کو ووٹ دینے کا حق عطا کیا۔ وہاں پر خواتین اور سیاہ فام لوگوں نے اس حق کے حصول کے کافی جدوجہد کی۔ پہلا بڑا ملک جس نے عام حق رائے دہی کے حق کو اپنایا USSR تھا۔ جس نے 1917ء کے روسی انقلاب کے بعد یہ قدم اٹھایا۔ آج کے دور میں بھی ایسے چند ممالک ہیں جو مختلف طبقات کے ساتھ امتیاز برتنے والے قوانین بناتے ہیں۔

- استونیا نے شہریت کے قوانین اسطرح بنائے ہیں کہ وہاں موجود روسی اقلیتوں کو ووٹ دینا دشوار ہوتا ہے۔
- فیجی میں انتخابی نظام ایسا ہے جس میں مقامی باشندوں کے ووٹ کی قدر ہندنژاد فیجی باشندوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ 2013ء سے مساوی ووٹ کے حق کو نافذ کیا گیا۔

جمہوریت سیاسی مساوات اور شمولیت یا شراکت داری کے بنیادی اصولوں پر منحصر ہوتی ہے۔ کسی بھی جمہوریت میں ہر بالغ فرد کو ایک ووٹ کا حق ہونا چاہئے اور ہر فرد کے ووٹ کی مساوی قدر ہونی چاہئے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

• آج بھی کئی ممالک میں ان لوگوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہوتا جو کسی دوسرے ملک سے ہجرت کر کے اس ملک میں بس گئے ہوں۔ درحقیقت دنیا بھر میں لاکھوں لوگ اس طرح کے جمہوری حقوق کے بغیر اپنی زندگی گذار رہے ہیں صرف اس وجہ سے کہ وہ جس ملک میں بستے ہیں وہ ملک انہیں غیر قانونی تارک وطن تصور کرتا ہے۔ یہ دگرگوں حالات ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بسنے والے جنوبی امریکی باشندوں کے ہوں یا فرانس اور جرمنی میں بسنے والے ترکی تارکین وطن کے، ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ایسے مہاجرین اور تارکین وطن افراد بشمول ہندوستان ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کیا انہیں جمہوری حکومت کا حصہ دار نہیں بننا چاہئے؟ اپنے جواب کی تائید میں وجوہات بیان کیجیے

جمہوریت میں شہریوں کی سرگرم شراکت ضروری ہوتی ہے:

انتخابات میں ووٹ دینے اور حکمرانوں کو منتخب کرنے کو ہی بسا اوقات جمہوریت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جمہوریت سے مراد حکومت کی پالیسی سازی اور قانون سازی میں اور انکے نفاذ میں بھی شہریوں کی شرکت وشمولیت ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ یہ اسوقت ممکن ہوسکتا ہے جب تمام پالیسیاں اور قوانین وسیع عوامی مباحث کے بعد منظور کئے جائیں، جن میں عوام شریک ہوں اور آزادی کے ساتھ اپنے خیالات اور ضروریات کا اظہار کرسکیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی لازمی امر ہے کہ عوام آزاد شہری انجمنوں یا کمیٹیوں کے ذریعے قوانین اور پالیسیوں کے نفاذ میں بھی شریک ہوں۔ اس طرح کی عوامی شرکت آسانی سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ کئی ملکوں میں منتخب حکومتیں بھی عوامی شرکت کی حوصلہ افزائی نہیں کرتیں بلکہ انہیں روکنے اور حوصلہ شکنی کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ شہری بھی عوامی معاملات میں دلچسپی نہیں ظاہر کرتے اور لاتعلق بنے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر 2012ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدارتی انتخابات میں زائد از 40% لوگوں نے ووٹ ڈالنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔

شکل 18.6: عوامی طاقت ۔ یہ شطرنج کا تختہ کس طرح تبدیل ہوگا

حکمرانی کے امور میں عوام کیوں شرکت کرنا نہیں چاہتے؟ کیا کم علمی یا عدم دلچسپی اس کا سبب ہے یا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان امور میں انہی کچھ کہنا نہیں ہے؟

SCERT TELANGANA

جمہوریت میں شہری آزادیاں ضروری ہیں:

عوام فیصلہ سازی میں شرکت کرسکتے ہیں اگر انہیں جاننے، بحث کرنے، آزادانہ رائے قائم کرنے اور اپنی رائے کے اظہار کرنے کے لئے انجمنیں بنانے کی آزادی حاصل ہو۔ ان آزادیوں کو شہری آزادیاں کہتے ہیں۔ لیکن عوام کے لئے ان کا حصول آسان نہیں ہوتا۔ حکومتیں چاہتی ہیں کہ وہ آزادیٔ رائے، انجمنیں بنانے کی آزادی اور عوام کے حق معلومات پر اپنے قابو میں رکھیں۔ اکثر سرکاری فیصلے عوام سے پوشیدہ رکھے جاتے ہیں، اخبارات اور کتابوں کی اشاعت پر پابندی عائد کی جاتی ہے اور ایسے خیالات جو حکومت کے خلاف ہوں ان پر قدغن لگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عوام کو اپنی پسند کی سیاسی پارٹیوں یا تجارتی انجمنوں اور یونینوں کی تشکیل کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ کسی ایک پارٹی یا سرکاری سرپرستی حاصل کرنے والی پارٹی کو ہی کام کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ بالائی حقوق USSR میں عوام کو حاصل نہیں تھے حالانکہ وہاں عام حق رائے دہی اور عام انتخابات ہوتے تھے۔ یہ اس لئے کہ وہاں تقریباً ساٹھ سال سے ایک پارٹی کو ہی حکومت کرنے کی اجازت تھی۔ موجودہ دور میں بھی کئی ممالک میں یہ حقوق عوام کو حاصل نہیں ہیں۔ کیونکہ شہری آزادیوں پر روک لگا کر حکومتیں لمبے عرصے تک اقتدار میں باقی رہنے کی کوشش کرتی ہیں۔

☆ کئی حکومتیں عوام کو شہری آزادیاں فراہم کرتی ہیں لیکن شہریوں کے فون ٹیپ کرتے ہوئے اور انکے خطوط وغیرہ کی جاسوسی کرتے ہوئے شہریوں کی سرگرمیوں پر نگرانی کرتی ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست اور منصفانہ عمل ہے؟

جمہوریت میں مساوات ضروری ہے:

ہم نے پڑھا کہ جمہوریت میں سیاسی مساوات ضروری ہے یعنی ہر فرد کو ایک ووٹ کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ لیکن یہ سیاسی مساوات اسی وقت موثر ہوتی ہے جب ہر فرد کو سماجی اور معاشی اعتبار سے مساوی موقف بھی حاصل ہو۔ اگر سماج غیر مساوی طبقات، امیروں اور غریبوں یا اعلیٰ ذاتوں اور دلتوں میں منقسم ہو تو سیاسی مساوات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اعلیٰ اور دولت مند افراد آسانی کے ساتھ باقی عوام کو اپنی مرضی سے ووٹ دینے پر مجبور کرسکتے ہیں۔ کئی خاندانوں میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مرد صدر خاندان اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ خاندان کے سارے افراد بشمول عورتیں کسے ووٹ دیں؟ کئی مقامات پر مزدوروں کو طاقتور زمینداروں اور فیکٹری کے مالکین کی ہدایت کے مطابق ووٹ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح سے جمہورت میں طاقت اور پیسے کی مداخلت کی مانند ہے۔ جمہوریت میں دولتمندوں کی مداخلت کا ایک اور طریقہ ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ جیسے کئی ممالک میں میڈیا کے ادارے کافی امیر و کبیر گھرانوں کی ملکیت یا صحافتی گھرانوں کی ملکیت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی مرضی سے جس معاملے کو چاہے سرخیوں میں لاتے ہیں اور جس معاملے کو چاہے

جدول۔1: چند ممالک میں آمدنی کی عدم مساوات

ملکوں کے نام	قومی آمدنی میں حصہ	
	آبادی کا امیر ترین 20% حصہ	آبادی کا غریب ترین 20%
جنوبی افریقہ	64.8	2.9
برازیل	63.0	2.6
ریاستہائے متحدہ امریکہ	50.0	4.0
برطانیہ	34.5	9.6
ڈنمارک	34.5	9.6
ہنگری	34.5	10.0

☆ آپ کے خیال میں ان جمہوری ممالک میں جہاں کی حکومتیں تمام عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر کام کرتی ہیں اس قسم کی شدید عدم مساوات کیوں موجود نظر آتی ہے؟

SCERT TELANGANA

چھپا دیتے ہیں اس طرح بہت آسانی سے رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دولتمند اور طاقتور افراد کی پہنچ مقنّنہ کے ارکان اور وزیروں تک آسانی سے ہوتی ہے اور وہ انکی پالیسیوں اور پروگراموں کو متاثر کرنے کے موقف میں ہوتے ہیں۔ دوسری جانب غریب اور ناخواندہ عوام کی سرکاری حلقوں میں اسطرح رسائی آسان نہیں ہوتی۔ اس لئے ان ممالک میں سے کئی ایک حکومتیں ایسی پالیسیوں کو اپناتی ہیں جو غریبوں کے مفادات کے برخلاف امیروں کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حقیقی جمہوریت کا قیام اسوقت تک ممکن نہیں جب تک کہ سیاسی مساوات کے ساتھ ساتھ سماجی اور معاشی مساوات مہیا نہ ہو۔

☆ اگر کوئی پارٹی مسلسل اقتدار کے لئے منتخب کی جاتی ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام حقیقت میں اسے اقتدار سونپنا چاہتے ہیں یا وہاں کوئی متبادل موجود نہیں ہے یا عوام کو کسی اور متبادل کو ووٹ دینے کی اجازت ہی نہیں ہے؟ ذیل میں دیئے گئے تین صورتوں کے تناظر میں جواب دیجئے۔

(a 1930ء میں آزاد ہونے سے لیکر آج تک میکسیکو میں ہر چھ سال کے وقفے سے صدر کو چننے کے لئے انتخابات ہوتے ہیں۔ یہ ملک کبھی کسی فوجی حکمران یا کسی ڈکٹیٹر کے تحت نہیں رہا۔ لیکن 2000ء تک ہر الیکشن میں صرف ایک ہی پارٹی (Institutional Revolutionary Party) ہی کامیاب ہوتی ہے۔ حزب مخالف پارٹیاں الیکشن میں حصہ لیتیں ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو پاتیں۔ IRP پارٹی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ انتخابات میں کامیاب ہونے کے لئے کئی ناجائز طریقے اختیار کرتی ہے جیسے سرکاری اسکولوں کے اساتذہ کے ذریعے بچوں کے والدین کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ IRP کو ہی ووٹ دیں۔

(b زمبابوے نے 1980ء میں سفید فام اقلیتوں سے آزادی حاصل کی۔ اس وقت سے لیکر آج تک ملک پر The Zimbabwe African National Union-Patriotic Front (ZANU-PF) نامی پارٹی کی حکومت ہے جس نے زمبابوے کی جدوجہد آزادی کی قیادت کی۔ آزادی سے لیکر آج تک اس پارٹی کا قائد رابرٹ مگابے ہی صدر ہے۔ انتخابات باقاعدہ وقفے سے ہوتے ہیں اور ZANU-PF ہی ہمیشہ کامیاب ہوتی ہے۔ صدر مگابے ملک میں کافی مقبول ہے لیکن انتخابات میں کامیابی کے لئے ناجائز طریقوں کو استعمال کرنے کا الزام ان پر ہے۔ مگابے کی حکومت نے کئی بار دستور کو تبدیل کیا تاکہ صدر کے اختیارات میں اضافہ کیا جائے اور اسے جوابدہی سے چھٹکارہ دلایا جائے۔ مخالف پارٹیوں کے کارکنوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے اور ان کے اجلاسات درہم برہم کردئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک ایسا قانون موجود ہے جو صدر پر تنقید کے حق کو محدود کرتا ہے۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر حکومت کا کنٹرول ہوتا ہے اور وہ حکمران پارٹی کی ترجمانی ہی کرتے ہیں۔

(c چین میں پارلیمنٹ کے انتخابات ہر پانچ سال کے وقفے سے باقاعدہ منعقد ہوتے ہیں۔ وہاں کی پارلیمنٹ Quanguo Renmin Daibiao Dahui یعنی قومی عوامی کانگریس کہلاتی ہے۔ اسے ہی ملک کے صدر کو منتخب کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ پورے چین سے اس کے لئے 3000 ارکان منتخب کئے جاتے ہیں جس میں سے چند فوج کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ الیکشن میں حصہ لینے سے پہلے ہر امیدوار کے لئے لازمی ہے کہ وہ چین کی کمیونسٹ پارٹی سے اجازت حاصل کریں۔ صرف انہی امیدواروں کو جو چینی کمیونسٹ پارٹی سے یا اسکے دیگر آٹھ حلیفوں سے تعلق رکھتے تھے 2002-03 کے انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ حکومت ہمیشہ کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے ہی تشکیل دی جاتی ہے۔

SCERT TELANGANA

جمہوریت کے لئے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ضروری ہیں:

اگر کسی ملک کے عوام درحقیقت بہترین لوگوں کو اپنا نمائندہ منتخب کرنا چاہیں اور سیاسی پارٹیاں ایسے لوگوں کو حکومت کرنے کا موقع دینا چاہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں۔ انتخابات کے ذریعے ہی کوئی فرد یا پارٹی مقابلہ میں حصہ لیتی ہے اور کسی بھی پارٹی کو کوئی مخصوص رعایت نہیں دی جاتی۔ کئی ملکوں جیسے یو ایس ایس آر (روس)، برما یا لیبیاء میں صرف ایک یا دو پارٹیوں کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو ان پارٹیوں کو ووٹ دینے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا۔ دوسرے چند ممالک میں حکمران

پارٹیاں حکومتی مشنری کو استعمال کر کے لوگوں کو انہیں ووٹ دینے کے لئے راغب کرتے یا مجبور کرتے ہیں۔اس کے علاوہ مختلف قسم کی دھاندلیوں کے ذریعے مخالفین کی درخواست امیدواری (Candidature) کو ہی مسترد کرواتے ہیں یا مخالف پارٹیوں کے حامیوں کے نام ووٹر لسٹ (فہرست رائے دہندگان) سے خارج کرواتے ہیں۔اس طرح سے انتخابات منعقد کرنا انتہائی غیر مناسب ہے۔انتخابات کا مطلب مختلف سیاسی متبادلات کے درمیان کسی ایک متبادل کو آزادی کے ساتھ چننے کا موقع فراہم کرنا ہوتا ہے اور عوام چاہیں تو موجودہ حکمرانوں کو تبدیل کرنے کا موقع بھی انہیں حاصل ہونا چاہئے۔اگر ہم جمہوریت کو جانچنا چاہتے ہیں تو انتخابات کے عمل کو دیکھنا اہم ہوتا ہے۔انتخابات سے پہلے کے عرصے میں عام سیاسی سرگرمیوں اور سیاسی مخالفین کو بھی اپنی رائے کے اظہار کا مناسب موقع فراہم کرنا چاہئے۔یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب مملکت عوام کے شہری آزادیوں کا احترام کرے۔ اسطرح جمہوریت کا دارومدار آزادانہ اور منصفانہ انتخابات پر ہوتا ہے جس میں موجودہ حکمران پارٹی یا افراد کو اقتدار سے ہٹائے جانے کے کھلے امکانات موجود ہوتے ہیں۔

جمہوریت میں قانون اور اقلیتوں کے حقوق کا احترام ضروری ہے: جمہوریت میں عوامی منتخب حکومت ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ عوامی قائدین وہی کام کریں جو ان کے حامیوں کی مرضی اور رائے ہو بلکہ تمام جمہوری حکومتیں قانون کی پابند ہوتی ہیں اور وہاں عدلیہ اور عاملہ کے عہدیداروں کے فرائض کی قانون میں صراحت کردی جاتی ہے۔جمہوریتوں میں اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کی بھی ضمانت ضروری ہوتی ہے جو اکثریت کے خلاف اپنی الگ رائے رکھتے ہیں۔انہیں اپنے نظریات پر کاربند رہنے، انکی اشاعت کرنے اور لوگوں کو اپنی جانب راغب کرنے کے حق کا احترام کرنا ضروری ہے چاہے اکثریتی طبقے اسکے لیے رضامند نہ ہوں اور انہیں مضر سمجھتے ہوں۔جمہوریت کے لئے سب سے بڑا چیلنج ان لوگوں کے ساتھ درست برتاؤ کرنا ہے جو خود جمہوریت کے ہی خلاف ہوتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں جمہوریت کی جگہ آمریت قائم ہونی چاہئے، یا وہ جو یہ یقین رکھتے ہیں اقتدار ہمیشہ کسی مخصوص مذہب یا نسلی طبقے کے قبضے میں ہونا چاہئے۔کیا ایسے لوگوں کو اپنے خیالات کی نشر و اشاعت کی اجازت دی جانی چاہئے یا نہیں؟

جمہوریت اور انتخابات پر چند سوال:

ہمارے ملک میں انتخابات سے متعلق ایک مثال پر غور کیجئے۔ایک علاقے کے تمام باشندوں میں فرض کرتے ہیں کہ 1000 افراد کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔اور ایک مخصوص الیکشن میں تقریباً 60% لوگوں نے اپنے ووٹ کے حق کا استعمال کیا۔یعنی 600 لوگوں نے ووٹ ڈالا۔ہم فرض کرتے ہیں کہ اس الیکشن میں دس امیدواروں نے حصہ لیا اور کامیاب امیدوار کو 250 ووٹ حاصل ہوئے۔دوسرے نمبر کے امیدوار نے 200 ووٹ لئے اور باقی امیدواروں نے لگ بھگ 150 ووٹ لئے۔ہم اس امیدوار کی کامیابی کا اعلان کرتے ہیں جس نے 250 ووٹ حاصل کئے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ منتخب نمائندہ حقیقت میں علاقے کے تمام لوگوں کے نظریات اور مفادات کی نمائندگی کرتا ہے؟ درحقیقت وہ صرف ایک چوتھائی رائے دہندوں کی نمائندگی کرتا ہے۔کیا یہ ایک منصفانہ جمہوری طرز عمل ہے؟ کیا فیصلہ سازی کے اداروں میں عوام کی نمائندگی کے اس سے بہتر راستے ہوسکتے ہیں؟

یہ دونوں پہلو ہمیں جمہوریت کی ایک اور خصوصیت سے آگاہ کرتے ہیں۔وہ یہ کہ جمہوری حکومت دستوری قانون اور شہریوں کے حقوق کے دائرہ میں رہ کر کام کرتی ہے۔

جمہوریت۔اکثریت پسندی بمقابلہ شراکت داری

جمہوریت کے اکثریہ معنی لئے جاتے ہیں کہ یہ اکثریت کی حکومت ہوتی ہے۔کسی ملک میں مختلف نظریات اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے عوام ہوسکتے ہیں۔اس لئے اختلاف رائے ضرور ہوتا ہے۔ان اختلافات کو دور کرنے کا جمہوری طریقہ کیا ہے؟ ہم عموماً اس کے لئے اکثریتی اصول کے طریقے کو اپناتے ہیں۔یعنی کسی معاملہ پر فیصلہ کرنے کے لئے رائے دہی ہو تو جس رائے کو اکثریت کی حمایت حاصل ہوا سے تمام لوگوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔یہ طریقہ عام حالات میں موزوں ہوسکتا ہے لیکن بعض پیچیدہ حالات و معاملات میں جس میں تمام فرقے اور طبقے شامل ہوں

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

نزاع کا باعث ہوتا ہے۔ اکثریتی رائے پر عمل درآمد کرنے کا تصور اقلیتوں میں اجنبیت اور بیگانگی کو فروغ دیتا ہے۔اس لئے ان پیچیدہ صورتوں میں شراکت کا تصور بہت موزوں ہوتا ہے جس میں اکثریت کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کی ضروریات ونظریات کے لئے بھی گنجائش فراہم ہوتی ہے۔آیئے اس ضمن میں دو اہم مثالوں پر غور کرتے ہیں۔

بلجیم اور سری لنکا

بلجیم برآعظم یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ ملک کی 59% آبادی فلیمش خطے میں رہتی ہے اور ڈچ زبان بولتی ہے۔ مزید 40% آبادی ویلونیا خطے میں رہتی ہے اور فرانسیسی زبان بولتی ہے۔اور باقی ایک فیصد آبادی جرمن زبان بولنے والوں کی ہے۔اس کے صدر مقام بروسیلز میں 80% لوگ فرانسیسی بولتے ہیں اور 20% لوگ ڈچ بولنے والے ہیں۔

فرنچ بولنے والی اقلیت نسبتاً دولت منداور طاقتور ہے۔جسکی بناء پر ڈچ بولنے والے عوام میں ناراضگی پائی جاتی ہے۔اور نتیجے کے طور پر 1950 اور 1960 کی دہائیوں میں ان دو طبقوں کے مابین تناؤ اور تنازعات پیدا ہوئے۔ یہ تناؤ ملک کے صدر مقام بروسیلز میں شدید تھا جہاں ڈچ بولنے والے اقلیت میں تھے حالانکہ ملک بھر میں وہ اکثریت میں تھے۔

نقشہ - 1

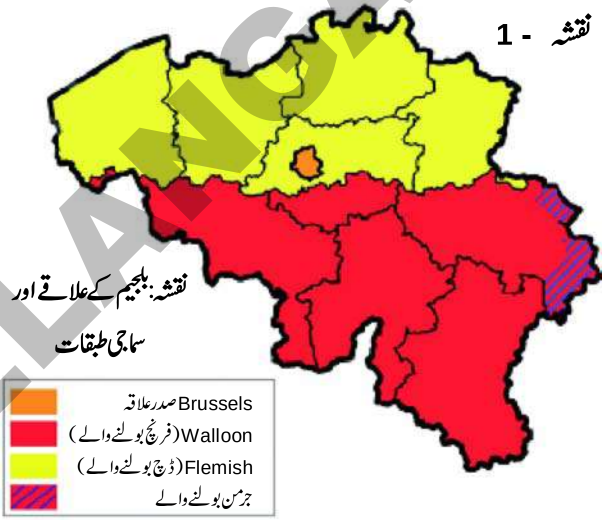

نقشہ: بلجیم کے علاقے اور سماجی طبقات

سری لنکا، ہندوستان کے جنوب میں جزیرہ ہے۔اس ملک میں بھی آبادی میں تنوع پایا جاتا ہے۔ یہاں کے بڑے سماجی گروہ سنہالی بولنے والے (74 فیصد) اور ٹامل بولنے والے (18 فیصد) ہیں۔سنہالی بولنے والوں کی اکثریت بدھ مت کی پیرو ہے جبکہ ٹامل بولنے والے ہندو یا مسلم ہیں۔

کیاان دوملکوں میں اکثریتی طبقات کے نظریات کو ہی فوقیت ملنا چاہئے یا نہیں؟ آیئے دیکھتے ہیں ان دونوں ملکوں میں کیا ہوا؟

سری لنکا میں اکثریت پسندی کا تصور

1948ء میں سری لنکا کی آزادی کے بعد سے سنہالی طبقے کے قائدین نے اکثریت ہونے کی بناء پر حکومت پر اپنا تسلط اور برتری قائم کرنے کی کوشش کی۔جس کے نتیجے میں جمہوری انداز میں منتخب حکومت نے ایسے اقدامات کا سلسلہ شروع کیا جو اکثریت پسندی کی تعریف میں آتے ہیں اور جس سے مملکت میں سنہالی طبقے کا غلبہ قائم ہو۔

سنہالی کو واحد سرکاری زبان بناتے ہوئے ٹامل زبان کی حوصلہ شکنی کی گئی۔نوکریوں کے معاملے میں حکومت نے ایسی ترجیحی پالیسیاں اپنائیں جو سنہالی امیدواروں کی حمایت میں تھیں۔ایک نئے دستور میں وضاحت کی گئی کہ مملکت بدھ مت کا تحفظ کرے گی اور اسکو فروغ دے گی۔ان تمام سرکاری اقدامات کی وجہ سے سری لنکا کے ٹامل باشندوں میں لاتعلقی اور اجنبیت کا احساس بڑھنے لگا۔اور وقت گزرنے کے ساتھ سنہالی اور ٹامل طبقوں کے درمیان تعلقات میں دراڑ آتی گئی۔سری لنکا کے ٹامل عوام نے مساوی رتبہ اور ٹامل آبادی والے صوبوں کی خودمختاری کے لئے پارٹیاں قائم کیں اور جدوجہد شروع کی، جسے بار بار نظرانداز کیا گیا۔1980 کے دہے تک وہاں کئی سیاسی تنظیمیں وجود میں آچکی تھیں جن

SCERT TELANGANA

کا مطالبہ تھا کہ سری لنکا کے مشرقی اور شمالی حصوں میں آزاد ٹامل ریاست قائم کی جائے۔

نقشہ - 2 سری لنکا کے نسلی طبقے

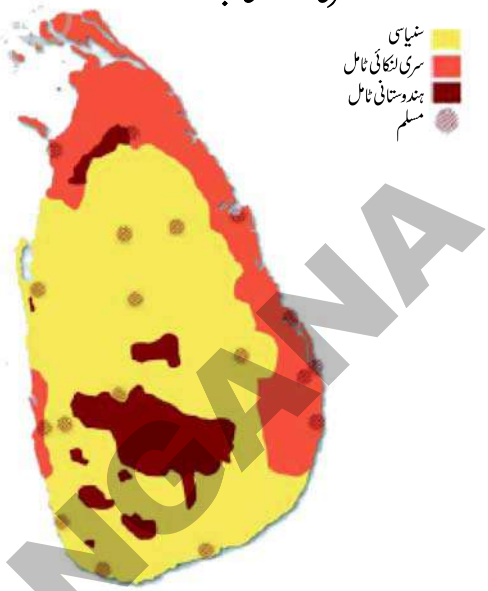

دونوں طبقوں کے درمیان بڑھتی عدم اعتمادی نے ایک بڑے جھگڑے اور تنازعے کو جنم دیا۔ جو بہت جلد ہی خانہ جنگی میں تبدیل ہو گیا۔ اور ایک انتہا پسند تنظیم LTTE نے ٹامل علاقوں میں اپنی آزاد متوازی حکومت قائم کرلی۔ آخر کار سری لنکا کی فوج نے LTTE کو شکست دے دی اور ان کی بیخ کنی کرتے ہوئے ہزاروں ٹامل باشندوں کو قتل کر دیا اور ٹامل صوبوں پر اپنا ظالمانہ تسلط قائم کر دیا۔ بے شمار خاندانوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور کئی لوگوں کے روزگار چھن گئے۔ خانہ جنگی سے قبل معاشی ترقی، تعلیم اور صحت عامہ کے میدان میں سری لنکا کا شاندار ریکارڈ تھا۔ لیکن خانہ جنگی کی وجہ سے ملک کی سماجی، ثقافتی اور معاشی حالت انتہائی پسماندہ ہو کر رہ گئی۔

بلجیم کا شراکت داری کا تصور

بلجیم کے قائدین نے ایک بالکل منفرد راستہ اپنایا۔ انہوں نے علاقائی اختلافات اور ثقافتی تنوع کو تسلیم کیا۔ 1970 اور 1993 کے درمیان میں انہوں نے اپنے دستور میں چار مرتبہ ترمیم کی تا کہ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جسکی مدد سے ملک کے تمام لوگوں کو ملک میں مل جل کر زندگی بسر کرنا آسان ہو جائے۔ ان کے اپنائے ہوئے اقدامات دوسرے ملکوں سے بالکل الگ اور اختراعی تھے۔ بلجیم میں کئے گئے چند ایک اقدامات کا ذکر یہاں دیا گیا ہے۔

☆ دستور تجویز پیش کرتا ہے کہ مرکزی حکومت میں ڈچ اور فرانسیسی بولنے والے وزیروں کی تعداد مساوی ہو۔ اس طرح کوئی ایک طبقہ ایک طرفہ طور پر فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔

☆ مرکزی حکومت کے کئی اختیارات دو خطوں کے صوبائی حکومتوں کو تفویض کر دیئے گئے۔ صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت کی ماتحت نہیں ہوتیں۔

☆ صدر مقام بروسیلز کے لئے علحدٰہ حکومت تشکیل دی گئی جس میں دونوں طبقات کی یکساں نمائندگی رکھی گئی۔ یہاں فرنچ بولنے والوں نے ڈچ بولنے والوں کے لئے یکساں نمائندگی کو قبول کرلیا کیونکہ ڈچ کمیونٹی نے مرکزی حکومت میں فرنچ بولنے والوں کے لئے یکساں نمائندگی کو قبول کیا۔

مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے علاوہ یہاں ایک اور تیسری قسم کی حکومت ہوتی ہے جو طبقہ کی حکومت یا کمیونٹی گورنمنٹ کہلاتی ہے جس میں کسی ایک لسانی طبقہ کے منتخب نمائندے ہوتے ہیں۔ جیسے ڈچ، فرنچ، اور جرمن وغیرہ چاہے وہ ملک کے کسی حصہ میں رہتے ہوں۔ اس حکومت کو ثقافتی، تعلیمی اور لسانی امور پر اختیارات ہوتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

آپ محسوس کرتے ہوں گے کہ بلجیم کا ماڈل بہت ہی پیچیدہ ہے۔لیکن ان انتظامات سے بہت مفید نتائج سامنے آئے۔اس کے نتیجے میں دونوں طبقات کے درمیان تصادم کو ٹالا گیا اور لسانی بنیادوں پر ہونے والی ملک کی تقسیم کو روکا گیا۔جب یورپ کے کئی ملکوں نے مل کر یوروپین یونین تشکیل دی، بروسیلز کو اس کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔یہ یورپی اقوام کی جانب سے بلجیم کے لئے اعزاز اور بلجیم کی آزادی اور انصاف مہیا کرنے کی صلاحیت کا کھلا اعتراف تھا۔

ہم نے سری لنکا اور بلجیم کے ان واقعات سے کیا سیکھا؟ دونوں جمہوریتیں ہیں۔لیکن دونوں نے اقتدار کی شراکت کے مسئلہ کو الگ الگ انداز سے حل کرنے کی کوشش کی۔بلجیم میں قائدین نے اس بات کو سمجھ لیا کہ ملک کی سالمیت اسی وقت ممکن ہے جب مختلف طبقات اور خطوں کے جذبات اور مفادات کا احترام رکھا جائے۔اس طرح کے ادراک کی وجہ سے اقتدار کی شراکت کو آپسی تعاون اور رضامندی سے حل کیا گیا۔سری لنکا نے بالکل مختلف مثال پیش کی۔اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اکثریتی طبقہ دوسروں پر اپنا غلبہ قائم کرنا چاہے اور اقتدار میں شراکت کو مسترد کردے تو وہ ملک کی یکجہتی کو خطرے میں ڈالتا ہے اور ملک کو تنازعات اور خانہ جنگی کے ذریعے کئی سو برس پیچھے ڈھکیل دیتا ہے۔

شہریوں کی آزادی اور عظمت واحترام

فرد کی آزادی اور عظمت کا تحفظ کرنے میں جمہوریت کسی اور طرز حکومت کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ہر فرد اپنے ساتھی شہریوں سے احترام کا طالب ہوتا ہے۔افراد کے درمیان اکثر تنازعات اس بات پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ کسی کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ مناسب احترام کا رویہ اختیار نہیں کیا گیا۔احترام پانے کی خواہش اور آزادی کا جذبہ یہ جمہوریت کی بنیادیں ہیں۔دنیا کی تمام جمہوریتوں نے انہیں اصولاً ہی سہی تسلیم کرلیا ہے۔اس میں مختلف جمہوری ملکوں کو حاصل کردہ کامیابی مختلف سطح کی ہے۔ایسے ملکوں میں جہاں کے سماج عرصہ دراز سے اونچ نیچ اور اعلیٰ وادنی کی بنیادوں پر قائم ہیں وہاں تمام انسانوں کی مساوات کو تسلیم کرنا کوئی آسان امر نہیں ہے۔

عورتوں کے احترام ووقار کے مسئلہ کو ہی لیجئے۔دنیا کے اکثر سماجوں پر تاریخی اعتبار سے مردوں کا غلبہ ہے۔خواتین کی جانب سے صبر آزما کوششوں کے بعد آج لوگوں میں کسی قدر اس احساس کو تقویت حاصل ہوئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ مساویانہ سلوک اور ان کے تئیں احترام سے پیش آنا جمہوریت کے لازمی عناصر ہیں۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حقیقت میں بھی خواتین کے ساتھ ہمیشہ احترام کا سلوک کیا جاتا ہے۔البتہ جب یہ بات ایک اصول کی حیثیت سے مسلمہ ہوجاتی ہے تو خواتین کے لئے آسان ہوجاتا ہے کہ وہ اس کے حصول کے لئے اخلاقی اور قانونی جدوجہد کرسکیں۔ایک غیر جمہوری سماج میں اس کے لئے کوئی قانونی جواز نہیں ہوتا کیونکہ وہاں انفرادی آزادی اور فرد کے احترام کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی گنجائش ہی نہیں رکھی جاتی۔ یہی بات ہم ذات پات کی عدم مساوات کے تعلق سے کہہ سکتے ہیں۔ہندوستان میں جمہوریت کے قیام نے امتیازی سلوک کے حامل ذاتوں اور پسماندہ طبقات کے لئے مساوی مرتبہ اور مساوی مواقع کے حصول کے دعووں کو تقویت بخشی ہے۔اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ذات پات پر مبنی امتیازات اور ظلم وزیادتی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں لیکن ان کی کوئی قانونی اور اخلاقی بنیادیں نہیں ہوتیں۔شاید فرد کے احترام کے اصول کے پیش نظر ہی عام شہری اپنے جمہوری حقوق کی قدر پہچانتے ہیں۔

جمہوریت سے وابستہ توقعات بھی کسی جمہوری ملک کو جانچنے کا پیمانہ ہوتے ہیں۔جمہوریت کی نہایت منفرد خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کی آزمائشات اور امتحانات کا دور کبھی ختم نہیں ہوتا۔ایک آزمائش سے نمٹنے کا مرحلہ ختم ہونے نہیں پاتا کہ دوسری آزمائش سامنے آ کھڑی ہوتی

SCERT TELANGANA

ہے۔ جب لوگ جمہوریت سے چند فائدے حاصل کرتے ہیں تو وہ مزید کے طلبگار ہوجاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جمہوریت مزید مفید اور بہتر ہوجائے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جب بھی ہم لوگوں سے جمہوریت کی کارکردگی کے تعلق سے سوال کرتے ہیں تو وہ بہت ساری توقعات اظہار کرتے ہیں اور بہت سی شکایات بھی پیش کرتے ہیں۔ درحقیقت عوام کا شکایات پیش کرنا بھی جمہوریت کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام باشعور ہوچکے ہیں اور حکمرانوں اور مقتدر افراد سے توقعات وابستہ کرنے اور ان کی کارکردگی کا ناقدانہ جائزہ لینے کی صلاحیت ان میں پیدا ہوچکی ہے۔ جمہوریت کے تئیں عدم اطمینان کا عوامی اظہار خود جمہوری عمل کے کامیابی کی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام محکومیت کے موقف سے آزاد ہوکر شہری کا درجہ حاصل کرچکے ہیں۔ بہت سے افراد کو آج اس بات کا یقین ہے کہ ان کا ووٹ حکومت کی کارکردگی پر اثرانداز ہوتا ہے اور خود انکے مفادات پر بھی ووٹ نمایاں اثر ڈالتا ہے۔

☆ دونوں ملکوں میں سماجی، مذہبی اور لسانی تنوع کے لئے گنجائش فراہم کرنے کی خاطر کئے گئے اقدامات پر بحث کیجئے۔

کلیدی الفاظ

1۔ UUSR یا Union of Soviet Socialist Republic
2۔ عوامی مباحثہ
3۔ شہری آزادیاں
4۔ سماجی ومعاشی مساوات
5 ۔ داخلی تنازعات

اپنے اکتساب کو بڑھائیں

1۔ جمہوریت کس طرح ایک ذمہ دار، جوابدہ اور قانونی حکومت کو قائم کرتی ہے؟
2۔ وہ کونسے حالات ہیں جن کے تحت جمہوریتیں سماجی اختلافات کو تسلیم کرتی ہیں اور انکے لئے گنجائش فراہم کرتی ہیں؟
3۔ ذیل میں دیئے گئے بیانات کی تائید یا مخالفت میں دلائل دیجئے۔
A۔ صنعتی ممالک میں جمہوریتوں کا قیام موزوں ہوتا ہے لیکن غریب ملکوں کو دولتمند بنانے کے لئے آمریت ضروری ہے۔
B۔ جمہوریت شہریوں کے درمیان آمدنی کی عدم مساوات کو کم نہیں کرسکتی۔
C۔ غریب ملکوں کی حکومتوں کو غربت کے خاتمہ، صحت اور تعلیم پر کم اخراجات کرنے چاہئے اور زیادہ اخراجات صنعتوں اور انفراسٹرکچر کی ترقی پر لگانا چاہئے۔
D۔ جمہوریت میں ہر فرد کو ایک ووٹ کا حق ہوتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ یہاں کسی کے تسلط اور کسی تنازعہ کے لئے جگہ نہیں ہوتی
4۔ جمہوریت کو جانچنے کے پیمانوں کے پیش نظر ذیل میں کون سا غلط ہے۔
جمہوریت میں اس بات کی یقین دہانی ہوتی ہے۔
A۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات
B۔ فرد کا احترام وتوقیر
C۔ اکثریت کی حکومت
D۔ قانون کے آگے مساوی سلوک
5۔ جمہوریت میں سیاسی اور سماجی عدم مساوات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ
A۔ جمہوریت اور ترقی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔
B۔ جمہوریتوں میں عدم مساوات ہوتی ہے۔
C۔ آمریت میں عدم مساوات نہیں ہوتی۔
D۔ آمریت، جمہوریت سے بہتر ہوتی ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

6۔ ذیل میں چند ملکوں کے بارے میں کچھ معلومات دی گئی ہیں ان کی بنیاد پر آپ ان کی درجہ بندی 'جمہوری' ، 'غیر جمہوری' یا 'غیر یقینی' کے عنوانات کے تحت کیجئے۔

ملک۔A : ملک کے سرکاری مذہب کو نہ قبول کرنے والے لوگوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہے۔

ملک۔B : ایک ہی پارٹی گذشتہ بیس سال سے انتخابات میں کامیاب ہورہی ہے۔

ملک۔C : حکمران پارٹی گذشتہ تین مرتبہ سے انتخابات میں شکست کھارہی ہے۔

ملک۔D : پارلیمنٹ فوجی سربراہ کی اجازت کے بغیر فوج کے بارے میں کوئی قانون سازی نہیں کرسکتی۔

ملک۔E : پارلیمنٹ، عدلیہ کے اختیارات میں کمی کرنے والا کوئی قانون منظور نہیں کرسکتی۔

ملک۔F : ملک کے تمام معاشی فیصلے کرنے کا اختیار مرکزی بنک کے عہدیداروں کو ہے جنہیں پارلیمنٹ تبدیل نہیں کرسکتی

7۔ ذیل میں ایک جملے جمہوری اور ایک غیر جمہوری عنصر ہے (ہر بیان سے دونوں کو علحدہ کیجئے)۔

a۔ ایک وزیر نے کہا کہ چند قوانین کو پارلیمنٹ کو منظور کرنا چاہیئے جو کہ WTO نے صادر کئے ہیں۔

b۔ ایک انتخابی حلقہ میں بڑے پیمانے پر دھاندلیوں کے سبب الیکشن کمیشن نے دوبارہ رائے دہی کا حکم دیا ہے۔

c۔ خواتین کی نمائندگی پارلیمان میں کبھی بھی 10 فیصد تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ خواتین کی تنظیمیں مطالبہ کررہی ہے کہ ان کے لئے ایک تہائی نشتیں دی جائیں۔

8۔ درج ذیل میں دیئے گئے جمہوریت کے مخالف بیانات پر ردعمل ظاہر کیجئے۔

a۔ ملک میں فوج سب سے زیادہ ڈسپلین اور کرپشن (رشوت خوری) سے پاک تنظیم ہوتی ہے۔ اس لئے فوج کو ملک پر حکمرانی کرنی چاہیئے۔

b۔ اکثریت کی حکمرانی کا مطلب کم تعلیم یافتہ لوگوں کی حکومت ہوسکتی ہے۔ ہمیں دانشوروں کی حکمرانی (جبکہ وہ کم ہوں) کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟

c۔ اگر ہم مذہبی رہنماؤں سے روحانی امور کی رہبری لیتے ہیں تب انہیں سیاسی رہبری کے لئے کیوں مدعو نہیں کرتے ہیں۔ ملک پر مذہبی رہنماؤں کی حکمرانی ہونی چاہیئے.

9۔ دنیا کے نقشہ میں حسب ذیل ممالک کی نشاندہی کیجئے۔

1۔ سری لنکا   2۔ بلجیم   3۔ روس   4۔ امریکہ (U.S.A)

10۔ سبق کے ذیلی عنوان ''شہریوں کی آزادی اور وقار'' کے ابتدائی دو پیراگراف پڑھیئے اور درج ذیل سوال کا جواب دیجئے۔

☆ جمہوری ملک میں شہریوں کی آزادی اور وقار کے بارے میں اپنے الفاظ میں لکھئے

11۔ کن اسباب کی بناء پر عوام جمہوریت کے قیام کے لئے کوشش کرتے ہیں؟

12۔ ہمارے مدرسوں میں جمہوری طرز عمل پایا جاتا ہے اس فقرہ کی وضاحت کے لیے چند مثالیں دیجیے

منصوبہ

1۔ معلم کی مدد سے اپنے کمرہ جماعت میں جماعتی نمائندے (C.R) کے انتخاب کے لئے انتخابات منعقد کیجئے۔

SCERT TELANGANA